

2010ء کی آخری سہ ماہی میں پاکستان میں بینکوں کی ملی جلی تصور سامنے آتی ہے۔ 2010ء کے دوران بینکوں کا منافع 23.1 فیصد بڑھ گیا، گوکہ ابھی تک اس کا ارتکاز پانچ بڑے بینکوں میں ہے۔ نظام کی سیالیت بہتر ہوئی ہے اور ادائیگی قرض کی صلاحیت میں اضافہ ہوا ہے۔ غیر ادا شدہ قرضے بدستور بڑھ رہے ہیں تاہم ان کی بڑھنے کی شرح (سال بسال بنیاد پر) کم ہوئی ہے اور اضافی غیر ادا شدہ قرضے زیادہ تر چند بینکوں تک محدود ہیں۔

اس بات کے شہاد سامنے آرہے ہیں کہ بینک خطرے سے گریز کی طرف مائل ہیں کیونکہ سرمایہ کاریاں، جو زیادہ تر حکومتی تمسکات¹ میں تھیں، اب بینکوں کے اثاثہ جات کا لگ بھگ 30.4 فیصد ہیں جبکہ دسمبر 08ء میں یہ 19.3 فیصد تھیں۔ قرضوں کے حصے میں بھی ساتھ ہی کمی آئی ہے جو پچھلے دو برسوں میں 60.8 فیصد سے گزر کر 52.0 فیصد رہ گیا ہے۔ یہ امر باعث حیرت نہیں کہ حکومتی پیپر پر آمدنی اب بینکوں کے مجموعی مارک اپ رسودی آمدنی کا 34.56 فیصد ہے جبکہ دسمبر 08ء میں 28.8 فیصد تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں حکومتی قرض گیری کی نمونے بینکوں کی آمدنی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ تشویش کی بات یہ ہے کہ بینک کا مالی وساطتی کردار کم ہو رہا ہے جو قرضوں اور امانتوں کے تناسب سے ظاہر ہے۔ یہ تناسب ستمبر 08ء میں 76.0 فیصد سے کم ہو کر دسمبر 10ء میں 61.4 فیصد رہ گیا ہے۔

اثاثہ جات کے اجزائیں یہ تبدیلی، جس میں قرضوں کی جگہ حکومتی پیپر زلے رہے ہیں، اہم مضمرات کی حامل ہے۔ قلیل مدت میں اس کی وجہ سے نجی شعبے کے قرضے دینے سے بینکوں کی دلچسپی کم ہوئی ہے۔ بے خطر حکومتی پیپر میں سرمایہ کاری کی کشش اور اس کے ساتھ غیر ادا شدہ قرضوں کی بلند تعداد نے بینکوں کی خطرے کی اشتہا کم کر دی ہے۔ علاوہ ازیں بینک بے خطر شرح سے کافی اوپر کے ریٹس پر اجناسی مالکاری دینے میں کامیاب رہے ہیں۔ 2010ء کی چوتھی سہ ماہی میں بینکوں نے کاروبار سے زیادہ 2.75 فیصدی درجے کا پریمیم چارج کیا۔² ان حالات میں نجی شعبے کو بینکوں کا قرضہ واضح طور پر مرہنگا معلوم ہو سکتا ہے اور اس وجہ سے وہ اپنی قرض گیری کو زیادہ تر جاری سرمائے کی ضروریات تک محدود رکھ سکتا ہے۔³ توانائی کی شدید قلت، امن وامان کے مسئلے اور غیر یقینی کاروباری ماحول کی وجہ سے بھی نجی شعبے کے قرضے کی طلب کم رہی ہے۔ جہاں تک رسدی پہلو کا تعلق ہے بینکوں کی ترجیح یہ رہی ہے کہ نجی شعبے کا اکتشاف بڑھانے کی بجائے سیالیت قائم رکھی جائے۔

اگر حکومتی قرض گیری سے بینکوں کے بڑھتے ہوئے اکتشاف کا یہ رجحان بدستور رہا تو نجی شعبے کی کارکردگی متاثر ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اثاثہ جات کے اجزائیں حکومتی پیپر کا بڑھتا ہوا حصہ بینکوں کی نجی شعبے کے قرض گیریوں کے خطرات کا انتظام مؤثر طور پر سنبھالنے کی صلاحیت کو کمزور کر سکتا ہے، خصوصاً جب اثاثہ جات کا تناسب معکوس ہو جائے۔ بے شک یہ عمل جلد نہیں ہوگا جس کا سبب حکومت کی اپنی میزانیہ اور دیگر ضروریات پوری کرنے کے لیے رقم کی بھرپور طلب اور نجی شعبے کے دشوار کاروباری حالات ہیں۔ تاہم جیسا کہ ہمارے قرضوں کے چکر کے تجربے اور سب پر ائم قرض کے امریکی واقعے سے ظاہر ہے، بینک جن کے پاس بھرپور سیالیت تھی اور بلند تر یافت چاہتے تھے، نجی شعبے کے قرضے میں ایک اور تیز لہر کے خطرات سے مؤثر طور پر نمٹنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

دوسری جانب اثاثہ جات میں تبدیلی نے بینکوں کی سیالیت کی صورتحال کو بہتر بھی بنایا ہے اور اس سے بینکوں کے اثاثوں کے جزدان میں انفیکشن کی شرح گھٹانے میں مدد ملنے کی توقع ہے۔ امید ہے کہ اس سے نجی کاروباری اداروں کو سرمایہ منڈی سے رقم اکٹھا کرنے کی ترغیب ملے گی بشرطیکہ (i) ان کے لیے بینکوں کے قرضے مہنگے ہوں، (ii) ان میں سرمایہ کاروں کو اپنی طرف کھینچنے کے لائق ساکھ ہو، (iii) لاگت برداشت کر سکیں اور پیچیدہ فہرستی قواعد پورے کر سکیں (iv) اور خاندانی ملکیت میں کمی کے حوالے سے پیدا ہونے والے خدشات سے متاثر نہ ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض نجی فرمیں ٹی ایف سیز کے ذریعے عوام سے براہ راست رقم حاصل کرنے میں کامیاب رہی ہیں اور یہ رقوم اجناسی مالکاری کے لیے حکومتی قرض گیری سے کم ریٹس پر حاصل کی گئی ہیں، جس سے صرف ان کی قرض گیری کی لاگت بلند رہتی ہے بلکہ انفرادی اور ادارہ جاتی بچت کنندگان سرمایہ کاری کے متبادل مواقع سے بھی محروم ہوجاتے ہیں۔

زیر نظر سہ ماہی (یعنی 2010ء کی چوتھی سہ ماہی) کے دوران بینکاری نظام کے اثاثے 7.7 فیصد بڑھ کر 71 کھرب روپے تک پہنچ گئے۔ اگرچہ چوتھی سہ ماہی کے دوران

¹ 2010ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران اضافی سرمایہ کاری کا 90.9 فیصد سرکاری وثیقہ جات میں لگایا گیا۔

² یہ سرکاری ضمانت اور رین (جیسے گندم وغیرہ کا ذخیرہ) کی موجودگی کے دہرے اطمینان کے پیش نظر خاصا نمایاں ہے۔ تاہم دسمبر 10ء میں گرائی کی شرح 15.5 فیصد سے موازنہ کیا جائے تو 16.27 فیصد بھی شرح سود سے بھی (نہیں مایا کا بنور مع 2.75 فیصد تفاوت) حقیقی شرح سود مشکل ثابت ہتی ہے۔

³ 2010ء کی چوتھی سہ ماہی میں ایسا ہوا، کیونکہ نام مال کی بلند قیمتوں سے نجی شعبے کے قرضے کی موٹی طلب کو ہمیشہ ملی اور زیادہ تر جاری سرمائے کی ضروریات پوری ہوئیں۔

جدول 1: دسمبر 2010ء کو ختم ہونے والی سرمایہ کی جھلکیاں					
(فیصد میں)					
	سال 07ء	سال 08ء	سال 09ء	ستمبر 10ء	دسمبر 10ء
شرح ہائے نمو	سال بسال	سال بسال	سال بسال	سرمایہ بہ	سرمایہ بہ
۱۸.۸	۸.۸	۱۵.۸	(۲.۳)	۷.۷	۹.۳
قرضے (خالص)	۱۰.۷	۱۸.۰	۲.۱	(۲.۰)	۵.۷
امانتیں	۱۸.۴	۹.۴	۱۳.۵	(۲.۱)	۸.۵
سرمایہ کاریاں (خالص)	۵۳.۱	(۱۴.۸)	۵۹.۹	(۱.۰)	۱۴.۳
ایکویٹی	۳۵.۳	۳.۴	۱۷.۳	(۱.۹)	۶.۳
مالی صحت کے اہم اظہار پے					
شرح کفایت سرمایہ	۱۲.۳	۱۲.۲	۱۴.۰	۱۳.۸	۱۴.۰
سرمایہ اور مجموعی اثاثے	۱۰.۵	۱۰.۰	۱۰.۱	۹.۹	۹.۸
غیر ادا شدہ قرضے اور قرضے (خام)	۷.۶	۱۰.۵	۱۲.۶	۱۴.۰	۱۴.۷
خالص غیر ادا شدہ قرضے اور خالص قرضے	۱.۱	۳.۴	۴.۱	۴.۵	۵.۴
اثاثوں پر منافع (قبل از ٹیکس)	۲.۲	۱.۲	۱.۳	۱.۶	۱.۷
ایکویٹی پر منافع ^۸ (قبل از ٹیکس)	۲۲.۶	۱۱.۴	۱۳.۲	۱۶.۲	۱۶.۷
سیال اثاثے / مجموعی امانتیں	۴۵.۱	۳۷.۷	۴۴.۵	۴۴.۴	۴۵.۹
قرضوں اور امانتوں کا تناسب	۶۹.۷	۷۵.۲	۶۷.۷	۶۳.۱	۶۱.۴
۸ اوسط ایکویٹی جمع باز قدر پیمانی کے فاضل پر مبنی					
نوٹ: دسمبر 10ء کی شرح ہائے نمو سرمایہ بنیادوں پر مبنی ہیں					

یہ مستقل موسمی رجحان ہے تاہم مجموعی اثاثوں کی یہ نمو اس لیے اور بھی زیادہ ہے کہ 2010ء کی پہلی تین سہ ماہیوں میں نسبتاً کمزور کارکردگی رہی۔ 4 مجموعی اثاثہ جات بڑھنے کی بنیادی وجہ حکومتی پیپرز میں سرمایہ کاریاں اور نجی شعبے کی موسمی قرضہ جاتی ضروریات ہیں جس کا سبب خام مال کی بہت زیادہ بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ جہاں تک بینکوں کے واجبات کا تعلق ہے، امانتیں 8.5 فیصد بڑھ گئیں جو پچھلے تین سال کی بلند ترین سہ ماہی نمو تھی۔ اس کا سبب بیرونی جاری کھاتے میں بہتری اور کارکنوں کی ترسیلات کی بھرپور آمد تھی۔

مجموعی اثاثہ جات کا تجزیہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خالص سرمایہ کاریاں سہ ماہی کے دوران 14.3 فیصد بڑھ کر خالص قرضوں کی 5.7 فیصد نمو سے واضح طور پر آگے نکل گئی ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اضافی امانتوں کا بڑا حصہ بینکوں نے حکومتی پیپرز میں رکھوایا ہے جو غیر مؤثر مالی وساطت کی ایک اور علامت ہے۔ نجی شعبے کے قرضے میں ٹیکسٹائل اور چینی کی صنعتوں کے قرضے بالترتیب 19.6 فیصد اور 28.2 فیصد بڑھے ہیں جو چوتھی سہ ماہی کے دوران 196 ارب روپے کے قرضے کا دو تہائی ہے۔

بینکوں کے خاکہ خطر کے حوالے سے خطرہ قرض اہم ترین ہے جس کی وجہ ظاہر ہے۔ اول، یہ بینکوں کے خطرہ بہ وزن اثاثہ جات کا لگ بھگ 80 فیصد ہے اور اس بنا پر مجموعی مارکیٹ اور آپریشنل خطرات سے نمایاں طور پر زیادہ ہے۔ 5 دوم، غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کے رجحان کو بدلنے کا نتیجہ ابھی تک برقرار ہے۔ صرف اسی سہ ماہی میں بینکوں میں 53.7 ارب روپے کے نئے غیر ادا شدہ قرضے جمع ہو گئے جس سے انفیکشن تناسب (غیر ادا شدہ قرضے بہ نسبت مجموعی قرضے) 14 فیصد سے بڑھ کر 14.7 فیصد ہو گیا۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ چوتھی سہ ماہی کے دوران اضافی غیر ادا شدہ قرضوں 77.66 فیصد چند بینکوں تک محدود رہا جبکہ کچھ بینکوں میں سال بسال کمی بھی آئی ہے۔

بینکاری نظام کے دیگر اہم خطرات اس سہ ماہی میں زیادہ تر کم رہے خصوصاً سیالیات کا خطرہ۔ بینکوں کے پاس اضافی سیالیات رہی ہے جس سے اسٹیٹ بینک کو بعض مواقع پر سیالیات کے انجذاب کے لیے کارروائی کرنی پڑی۔ جہاں تک شرح سود کا تعلق ہے، پالیسی ریٹ میں اضافے نے خط یافتہ میں تبدیلی کی اور اسے مزید عموماً بنا دیا۔ یہ بات قابل فہم ہے کہ بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں چوتھی سہ ماہی کے دوران بینکوں کے بولی دینے کے انداز سے اس امر کی عکاسی ہوئی کہ وہ قلیل مدتی تمسکات کو ترجیح دے رہے ہیں۔ طویل مدتی تمسکات کے حوالے سے بینکوں کی بولیاں حکومت نے جزواً قبول کیں۔

بینکوں کا منافع 2010ء کے دوران 23.1 فیصد بڑھ کر 111.2 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ گذشتہ برسوں کی طرح یہ منافع پانچ بڑے بینکوں میں مرکوز رہا جن کے پاس مجموعی قبل از ٹیکس منافع کا 95 فیصد تھا جبکہ مجموعی اثاثوں میں ان کا حصہ صرف 51 فیصد تھا۔ بینکوں کی نفع آوری کا سبب بڑھتی ہوئی سودی آمدنی اور قیمت فروخت لازم کے فوائد کی کمترومین (نومبر 2009ء سے اسٹیٹ بینک کی تموینی شرائط میں نرمی کی بنا پر) تھی۔

اس سہ ماہی کے دوران بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 13.8 فیصد سے بڑھ کر 14 فیصد ہو جانے کی وجوہات میں بھرپور منافع، ذخائر کا جمع ہونا، کم از کم سرمائے کی حد میں 4 ستمبر 10ء کے دوران بینکوں کے اثاثوں اور واجبات میں سزائو تیسری سہ ماہی کے مروجہ رجحان کے مطابق تھا جیسا کہ شکل 1.1 میں دکھایا گیا ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ پر دیکھئے "بینکاری نظام کی کارکردگی کا سہ ماہی جائزہ" (انگریزی میں) ستمبر 2010ء

5 کمرشل بینکوں کے معاملے میں یہ امر ظاہر ہے کیونکہ ان کے بیشتر اثاثے تجارتی جزدان کے بجائے قرضوں پر مشتمل ہیں۔ اس سے منڈی کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ جہاں تک آپریشنل خطرے کا تعلق ہے بہ وزن خطر اثاثوں میں ان کا حصہ نسبتاً کم ہونے کا بنیادی سبب وہ طریقہ کار ہے جس سے آپریشنل خطرے کی قوت ناپی جاتی ہے۔

اضافہ اور خطرہ بہ وزن اثاثہ جات کی معتدل نمو ہے۔ بعض چھوٹے بینکوں کے سرمایہ جاتی ڈھانچے میں واضح بہتری دیکھی گئی ہے، جس کی بنیادی وجہ اداروں کے انضمام کی تین کارروائیاں اور سندھ بینک کی تشکیل ہے۔ تاہم لگ بھگ نصف بینکوں کو حال ہی میں بڑھائی گئی کم از کم سرمائے کی حد 17 ارب روپے کو پورا کرنے کے چیلنج کا سامنا ہے۔ لیکن شرح کفایت سرمایہ (کفایت سرمایہ کا وہ پیمانہ جو خطرات کے حوالے سے حساس ہے) کے لحاظ سے دیکھا جائے تو لگ بھگ 94 فیصد منڈی کا حصہ رکھنے والے بینکوں نے 10 فیصد شرح کفایت سرمایہ برقرار رکھی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر بینکاری کا شعبہ مناسب سرمایہ رکھتا ہے۔

مستقبل میں مارچ کی سہ ماہی کی سست رفتاری کارروائیوں کا رجحان جاری رہنے کا امکان ہے جس کے بعد جون کی سہ ماہی میں قرضے کی تقسیم اور امانتوں میں اضافے کا سلسلہ پھر شروع ہو سکتا ہے۔ غیر ادا شدہ قرضوں کے حوالے سے کسی قدر اعتدال اور بینکوں کے اثاثہ جاتی اجزا میں بے خطر سرمایہ کاریوں کے حق میں تبدیلی کے باعث قرضے کے انفیکشن کے بڑھنے کی رفتار کم ہونے کی توقع ہے۔ تاہم اثاثہ جاتی اجزا میں بڑی تبدیلی قلیل مدت میں متوقع نہیں کیونکہ حکومت کی قرضے کی ضروریات بہت ہیں اور نجی کاروباری اداروں کے لیے منڈی کے حالات دشوار ہیں۔ آخری بات یہ کہ دباؤ کے جانچ کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری کا شعبہ مشکل معاشی و کاروباری ماحول سے ابھرنے والے دھچکے برداشت کرنے کی استطاعت رکھتا ہے۔